اسلامی بینک: عالم اسلام کی دولت مغرب منتقل کر رہے ہیں

Politics of Islamic Financeپر تبصرہ

گیارہ ستمبر اور اسلامی بینکاری:

گیارہ ستمبر اور اس کے بعد امریکہ پر ہونے والے حملوں نے اسلامی مالیات کو ایک نئے بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ بش انتظامیہ نے اسلامی بنکوں کے بارے میں شبہات کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے کہ انھوں نے امریکہ میں ہونے والے حملوں میں مالی معاونت فراہم کی ہے نجی سطح پر مختلف اسلامی مالیاتی اداروں پر قانونی دعوے دائر کیے گئے ہیں۔ اسلامی بینکوں کا اصرار تھا کہ اسلامی دنیا پر امریکہ کے تسلط کے خلاف مزاحمت میں ان کا کوئی معاشی کردار نہیں ہے۔ اسلامی بینک اپنے آپ کو ایسے ادارے کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اسلامی معیشتوں کو امریکی سرمایہ دارانہ نظام کی غلامی اختیار کرنے میں سہولتیں اور آسانیاں مہیا کرتے ہیں۔

اسلامی بینکاری سرمایہ دارانہ نظام ہے:

Henry اور Wilson کی کتاب "The Politics of Islamic Finance" کا اصل مقصد اسلامی بینکوں کے اس دعویٰ کا دفاع کرنا ہے کہ وہ فی الحقیقت امریکی نظام اور سرمایہ دارانہ معیشت کے حلیف وطرف دار ہیں۔ اس کتاب میں اس بات کی وضاحت پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی بینکاری نظام ایک نئے انداز کا اسلامی سرمایہ دارانہ نظام ہے جو در اصل مسلم ممالک کی حکومتوں کی آزاد روی[liberalization] کی کوششوں کا حصہ ہے۔ ان اقدامات کو عام طور پر بین الاقوامی مالیاتی فنڈ آئی ایم ایف کے بنیادی ڈھانچے میں ردو بدل کے پروگرام Structural Adjustment program [جسے غربت میں کمی اور پیداوار میں بہتری کے منصوبوں کے طور پر تیار کیا گیا تھا] اور ورلڈ بینک کے Sectoral Program سے منسلک کیا جاتا تھا۔ اسلامی بنکوں کی نشو نما واضح طور پر [شاید غیر ارادی طور پر] مندرجہ بالا منصوبوں کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے لہٰذا یہ بات زیادہ حیران کن نہیں ہے کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے ممتاز افسران سمیع الدرویش، عباس میراخور اور محسن خان نے اسلامی معاشی و مالیاتی تحریک کے احیاء میں بنیادی کردار ادا کیا

ہے۔زیرتبصرہ کتاب میں اسلامی بنکوں کی طرف سے مختلف منصوبوں کے سودی نہ ہونے والی دلیل کی سطحی حیثیت کی نشاندہی کی گئی ہے۔یہ مالیات کے اس عالمی نقطۂ نظر کی حمایت کرتے ہیں جس میں کاغذی طور پر بہ ظاہر ''ربا'' کوختم کردیا جاتا ہے مگر سرمایہ کی وقت کے لحاظ سے قیمت کواسی طرح اہم سمجھا گیا ہے جس طرح موجودہ استعماری مالیاتی نظریات اور نظام میں اسے اہمیت دی جاتی ہے۔[ص۲]

Rodison نے سود کو جائز قرار دینے کے لیے اس طرح کے کئی دلائل دیے ہیں جیسے عراق کے قرون وسطیٰ کے علماء نے عباسی اور سلجوقی دربار میں پیش کیے تھے۔[Rodison 1969 Chap-7]

اسلامی بینکوں اور حکومتوں میں خاموش سمجھوتہ:

اسلامی بینک ان مسلمان ممالک میں قائم ہیں جہاں کی حکومتیں ان کی حمایت ایک دوسرے کو جائز قرار دینے کی حکمت عملی کے حصہ طور پر کرتی ہیں[ص۔۲]۲۰۰۲ء کے ابتدائی حصے میں اسلامی بنک ۱۸مسلم ممالک اور چھ غیر مسلم ممالک میں قائم تھے [سوئٹزرلینڈ، فرانس، ہالینڈ، بھارت، برطانیہ اور امریکہ]۔مسلمان ممالک میں ان بنکوں کے سودی ذخائر کی شرح اوسطاً ۵ فی صد تک ہے جو متحدہ عرب امارات میں ۱۰فی صد اور تیونس میں ۱ء۰ فی صد تک ہے۔ان اعداد وشمار میں ایران شامل نہیں ہے، کیوں کہ یہاں غیر اسلامی معاشی افعال پر مکمل پابندی عائد ہے نیز یہ کہ ان اعداد وشمار میں سودی بنکوں کی اسلامی شاخوں کے اعداد وشمار بھی شامل نہیں کیے گئے ہیں۔مذکورہ اعداد وشمار مصر، ملائشیا اور سعودی عرب کے حوالے سے زیادہ ٹھوس ہیں کیوں کہ غیر مسلم ممالک میں قائم اسلامی بنکوں کی جمع شدہ رقوم کی شرح ۲۰۰۲ء میں ۱۰۰ء۰ فیصد تھی۔

اسلامی بنکاری: ۶۰فی صد مارک اپ پر مبنی ہے:

اسلامی بنکوں کے کاروبار کا انحصار ۶۰فی صد مارک اپ پر مبنی ہے جسے مرابحہ کا نام دے کر پاک کیا گیا ہے۔اسلامی بنکوں کے ۹۰فی صد توسیعی قرضہ جات میں قرض خواہ کو خاص مدت کے لحاظ سے طے شدہ رقم کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے اس کو عربی، اردو، ترکی، سواحلی کسی بھی زبان میں کوئی بھی نام دیا جائے، یہ سیدھا سادا سود ہے [Warde 2000 p6] مگر ظاہری طور پر یہ تبدیل شدہ نام دراصل اسلامی بنکوں کے مشاورتی ارکان کو مطمئن کرنے کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں جو کہ سٹی بنک، اے بی این ایمرو بنک، HBSC اور جنیوا میں قائم ہے معاہدہ کے تحت اسلامی بنکوں کی بین الاقوامی تنظیم کے ۲۰۰ دوسرے ارکان کی جانب سے پیش کی جانے والی خدمات کو اسلامی طور پر درست ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

مغرب اسلامی بنکاری کا حامی ہے:

ہنری اور ولسن کو اس بات کا پورا یقین ہے کہ [اسلامی] مالیاتی ماہرین [Islamic Financeries] اور ان کا مذہبی بورڈ مالیاتی مارکیٹ کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے لیے مستقل سمجھوتے جاری

رکھے گا'' [ص ۵] گذشتہ دہائی کے دوران ہونے والی مالیاتی معاہدوں میں اسلامی بنکوں کی طرف سے کی جانے والی پیش کشوں میں متقابل سود کی تعداد میں تیزی سے اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔اس کے علاوہ اسلامی بنکوں کے مستقبل کے تحفظ کی اہم ترین ضمانت اکثر مغربی کثیر القومی اداروں کے بنکنگ سیکٹر میں اسلامی کاؤنٹرز کا کھلنا ہے[ص ۵]

اسلامی بنکاری: اسلامی سیاسی تحریکوں کی ناکامی میں کردار:

ہنری اور ولسن نے اسلامی بنکوں کی بقا کے لیے سرپرستی کے اس امر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔منظر الکہف کے مطابق جو اسلامی ترقیاتی بنک جدہ کے سینئر افسر ہیں اسلامی بنکوں کے اس ابھار کو ''نجی مالیاتی اداروں اور علماء دین کے اتحاد'' سے منسوب کیا ہے [ص ۱۷] امراء، دولت مندوں اور چند مسلم علماء کے درمیان ہونے والے اس اتحاد نے اسلامی تحریکوں کی سیاسی ناکامی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اور اسلامی تحریکوں کے مخالفین اور حکومتوں کے درمیان تعاون کے نئے در وا کیے ہیں[ص۔۱۷]

پہلے اسلامی بینک کا مقصد اخوان کو زک پہنچانا تھا:

اسلامی بنکاری تحریک کے بانی مصری ماہر معیشت ڈاکٹر احمد نجار ایک جرمن ماہر تعلیم اور مالیاتی ماہر تھے، جن کا اخوان المسلمون سے کوئی تعلق نہیں تھا[ص ۱۹] پہلا اسلامی بنک ''ناصر سوشل بینک'' تھا جو کہ مصری حکومت کی ملکیت تھا اور اس کے قیام کا اہم ترین مقصد اخوان المسلمون کی سماجی کوششوں کو غیر قانونی یا غیر اہم ثابت کرنا تھا۔شہزادہ محمد الفیصل نے خلیج اور شمالی افریقہ میں اسلامی بنکوں کی ترقی و ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔سعودی عرب کی مالی امداد کے ذریعے قائم کیے جانے والے بین الاقوامی مذہبی جال میں اسلامی بنکاری کی اس تحریک میں اکثر ایسے افراد شامل ہیں جو اختلافات کی وجہ سے اخوان المسلمون سے نکل گئے تھے یا جنھیں اخوان سے خارج کر دیا گیا تھا[مثلاً یوسف القرضاوی، عبد الستار ابو غدا Abu Ghaddah محمد الغزالی اور حسین احمد حسن وغیرہ] اس بورڈ میں جماعت اسلامی کے ناقد اور بڑے دیوبندی عالم دین مولانا تقی عثمانی کو حال ہی میں شامل کیا گیا ہے۔

چند علما: سود کے لیے ڈھال بن گئے:

کہف کے مطابق علماء اور مسلمانوں کے مادیت پرست طبقے کے درمیان ہونے والا یہ اتحاد طاقت کا ایک نیا ڈھانچہ تخلیق کرے گا[ص ۲۵] ان علماء نے اسلامی بنکوں کے مرکزی حصص یافتگان اور پیشہ ور منتظمین [Professional Managers] کے دفاع کے لیے ایک ڈھال تخلیق کر دی ہے جن کے اکثر کاروباری معاہدے سودی بنکوں سے اخذ کیے گئے اصولوں پر تیار کیے گئے۔[ص ۲۵]

اسلامی بینک: چند علماء کی مادی خوش حالی کا ذریعہ:

بینکوں نے ان علماء کا طرزِ زندگی بدل ڈالا:

اسلامی بینکاری کے ان شرعی ماہرین کو حکومت اور بنکوں کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے

کیوں کہ اکثر اسلامی تحریکیں ایسے علماء کی اکثریت کو ناپسندیدہ قرار دے چکی ہیں [ص ۲۵] یہی وجہ ہے کہ سودی بنکوں کے شرعی دفاع کی وجہ سے ان علماء کو بے شمار مادی فوائد حاصل ہوتے ہیں اس بات کی تصدیق کے لیے اسلامی بینک کاری کا دفاع کرنے والے علماء کے مدارس میں بدلتے ہوئے طرز زندگی کی تب وتاب کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔شہر کراچی میں ایک جانب راسخ العقیدہ مدرسہ بنوری ٹاؤن ہے جہاں آج بھی تعلیم فرش پر دی جاتی ہے،طلباء زمین پر سوتے ہیں اوراس درس گاہ میں جا کر رسالت مآبؐ کی سادگی چلتی پھرتی نظر آتی ہے جس کی روحانیت پورے ماحول کا احاطہ کر لیتی ہے فرش پر بیٹھنے کی روایت خاکساری کی روایت ہے جو اسلام کے نظریہ تعلیم کا دینی طریقہ ہے اور کفایت شعاری کی کا مظہر بھی لیکن اس درس گاہ سے ۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک اور درس گاہ بھی ہے جہاں مغرب کی پیروی میں آڈیٹوریم تعمیر کیے گئے ہیں جہاں طلباء اوپر بیٹھتے ہیں اور استاد نیچے۔ بہ ظاہر یہ مال و دولت کی فراوانی اور ترقی ہے لیکن اسلامی اقدار سادگی اور سنت کو ترقی کے خوبصورت نام پر ترک کر دیا گیا ہے۔ یہ مال و دولت انہی مدرسوں کے لیے مختص ہے جن کے کرتا دھرتا مغربی نظریات کی اسلام کاری میں پیش پیش ہیں۔جیسا کہ منظر کہف لکھتے ہیں ''یہ اتحاد ان علماء کو آمدنی کا ایک نیا ذریعہ عطا کرتا ہے جو کہ اس آمدنی سے کہیں زیادہ ہے جو عام طور پر ان علماء کی ہوتی تھی یہ انھیں ایک نیا طرز زندگی عطا کرتا ہے جس میں ہوائی جہازوں کا سفر،بعض اوقات نجی طیارے، اور پانچ ستارہ ہوٹلوں میں قیام وغیرہ شامل ہے اس کے علاوہ ان علماء سے اکثر مختلف موضوعات پر تحقیق کروائی جاتی ہے جس کا انھیں اچھا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے''۔[ص ۲۶]

اسلامی بینک کاری: علماء کے لیے پرتعیش زندگی افضل ہوگئی:

آمدنی کے نئے ذرائع اور نئے تعلقات کا حصول ان علماء پر اُن تجربات اورتعیّشات کے دروازے کھولتا ہے جن کا ماضی میں وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ان علماء کا طرز زندگی ۱۹۵۰ اور ۱۹۶۰ کے درمیانی عشرے کے علماء سے یکسر تبدیل ہو چکا ہے جو کہ سخت موسم میں عام سے کپڑوں میں ملبوس سخت سردی میں مسجد کے ننگے فرش پر بیٹھ کر طالب علموں کو درس دیا کرتے تھے۔اب یہ ایک پرتعیش زندگی کے عادی نظر آتے ہیں۔اب یہ اعلیٰ قسم کے ملبوسات، پانچ ستارہ ہوٹلوں اور مہنگے ریستورانوں کے عادی ہیں۔اور بلاشبہ یہ مادی تبدیلی ان کی فکر میں تبدیلی کی وجہ سے رونما ہوئی ہے۔[ص ۲۷]

بینک اسلامی تحریکوں کے علماء سے گریز کرتے ہیں:

کہف مزید کہتا ہے ''بنکار ان علماء کے انتخاب میں بہت حساس ہوتے ہیں اور وہ ایسے علماء کا انتخاب کرتے ہیں جو عوام اور حکومت دونوں کے لیے قابل قبول ہوں لہٰذا اسلامی تحریکوں سے منسلک علماء کے انتخاب سے گریز کیا جاتا ہے''۔[ص ۲۸][یہ بیان سو فی صد درست نہیں ہے ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی محمد چھاپرا اس بیان کی تردید کے لیے کافی ہیں۔ساحل]

اسلامی بنک میں ایسے دوستانہ تجدید کنندگان [Reconcialiatory Reformers] کو آگے بڑھانے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں جنھوں نے سید قطب کے اس نعرے کو ترک کر دیا ہے ''یا تو اسلام کو مکمل قبول کرو یا اسے چھوڑ دو''[ص ۲۸]۔

اسلامی مالیاتی نظام سرمایہ داری کا حلیف:

اسلامی بنکوں کا سرمایہ دار نظام کی حمایت کا نظریہ [Ibrahim Warde [Chp2 نے پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سوڈان میں قائم معاشی نظام کے سوا ''تمام اسلامی مالیاتی نظاموں کی فکر امریکی سرمایہ دارانہ معاشی اور سیاسی نظام سے منسلک نظام سے جڑی ہوئی ہے وہ ہر نئی مارکیٹ میں اسلامی بینکوں کو داخل کر دیتے ہیں تا کہ مقامی قانونی ڈھانچے اور طاقت و اجارہ دار کمپنیوں [Oligoplies] کے درمیان مضبوط تعلق پیدا کر دیا جائے۔

ا۔اسلامی مالیاتی نظام کے مراکز: لندن جنیوا بہاماس:

ابراہیم وارد کے مطابق اسلامی بینک بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے ساتھ کام کرنے کے لیے متحرک رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلامی مالیاتی نظام کے مراکز جدہ، قاہرہ یا کراچی کے بجائے لندن، جنیوا اور Bahamas میں قائم ہیں کیوں کہ ان کے کھاتوں کی بڑی مقدار بیرون ممالک میں منتقل اور محفوظ کی جاتی ہے۔ اسلامی بنکوں کی تخلیق میں بڑے بین الاقوامی سودی بنک بھرپور امداد فراہم کرتے ہیں[ص ۴۱] بعض ممالک مثلاً بحرین، قطر اور ملائشیا کی حکومتوں نے اسلای بنکوں کو اپنی حکمت عملیوں [Policies] کی آزاد کاری [liberalisation] اور [Deregulation] کے تحت استعمال کیا ہے [ص ۴۷]۔ اسلامی بنکوں کے طور طریقے ۱۹۹۰ء کی دہائی سے روایتی اسلامی طریقوں سے دور ہوتے چلے گئے اور ''عرف'' اور مصلحہ [masliha] کے نام پر انھوں نے سودی معاہدوں کو نافذ کرنا شروع کر دیا۔ص[۴۷۔۴۹] جیسا کہ warde لکھتے ہیں ''وقت کے ساتھ اسلامی بنک زیادہ عملیت پسند ہوتے گئے ان کا رجحان عام سودی بنکوں کی جانب جھکتا چلا گیا''۔[ص ۴۹] یہ بات کافی مضحکہ خیز ہے کہ اسلامی بنکوں کے افعالات کی توضیح کے لیے کئے گئے اکثر اجتہاد ہارورڈ کے ادارے [Islamic Finance Information Forum [HIFIP کے فورم پر وقوع پذیر ہوئے۔ یہ بات فکر انگیز ہے کہ اسلامی بینک کاری کے لیے کیے گئے اجتہادات کا علمی مرکز عالم اسلام کی کوئی مسجد، مدرسہ یا ادارہ نہیں بلکہ ہارورڈ یونیورسٹی کا ذیلی ادارہ[HIFIP] ہے۔ یہ مرکز اسلامی بینک کاری کے اصل ''مجتہدین'' کی حقیقت بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہے۔

اسلامی بنکوں پر امریکہ نے کوئی مقدمہ قائم نہیں کیا:

گیارہ ستمبر کے بعد امریکہ نے جب اسلامی بنکوں پر ان حملوں کے سلسلے میں مالی مدد کا الزام لگایا تو ان اسلامی بنکوں کو شدید دھچکا لگا اور شہزادہ الفیصل ان حملوں کے خلاف آواز اٹھانے والے اولین لوگوں میں

سے ایک تھے۔ انھوں نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ ''ہم شدید ترین الفاظ میں گیارہ ستمبر کے حملوں کی مذمت کرتے ہیں اور اسے ایک بڑا سنگین جرم سمجھتے ہیں'' [گلف نیوز ،۲ستمبر ۲۰۰۱] البرکہ گروپ کے سربراہ صالح کمال بھی اسی دباؤ کا شکار تھے۔ مغرب اسلامی بنکوں کی امریکی توسیع پسندی کے ساتھ وفاداری سے اچھی طرح واقف بھی ہے اور اسے تسلیم بھی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ۱۱ستمبر اور اس سے قبل حملوں کے لیے مالی امداد کے الزام کے ضمن میں اسلامی بنکوں پر ایک بھی مقدمہ قائم نہیں کیا گیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مغرب کے ان وفادار حلیف اسلامی بینکوں پر بش انتظامیہ نے الزامات کیوں عائد کیے غالباً اس کا سبب ان مالیاتی اداروں کو دباؤ میں رکھنا اور استعماری مقاصد کے لیے ان کی وفاداری سے مزید فائدے اٹھانا تھا۔ تاکہ یہ ادارے تابعدار خدام کی طرح ہمہ وقت خدمت کے لیے آمادہ رہیں۔

اسلامی بینکاری: سودی نظام کی شکل:

طارق یوسفی کے مقالے [Chp 3] میں اسلامی بنکوں اور سودی بنکوں کے درمیان مماثلت کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے اسلامی بنکوں کے مالیاتی منصوبوں میں مرابحہ پر زیادہ انحصار اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ نظام سودی بنکوں کا متبادل نظام نہیں ہے بلکہ یہ ان سودی بنکوں کی جانب سے پیش کی جانے والی خدمات کی توسیع ہے یوسفی کے مطابق [ص ٦٥۔٦٦] مرابحہ معاہدے قرض پر مبنی سودی معاہدوں کا ایک حقیقی عکس ہے۔

اسلامی بینکوں کی کارکردگی: ان کے مقاصد:

یوسفی کے مطابق مشاہداتی مطالعات اس بات کا اشارہ دیتے ہیں کہ سودی نظام کے چربے کے حاوی ہونے کی وجوہات وہی ہیں جو براہ راست سودی نظام کی ہیں اور یہ کہ ان دونوں نظاموں کا ارتکاز ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام اور اسلامی سرمایہ داروں کے رویے میں کوئی بھی چیز خصوصیت سے اسلامی نظر نہیں آتی۔ اس کا کہنا ہے کہ اسلامی بینکوں کی کارکردگی روایتی سودی بنکوں سے ہمیشہ کم تر رہی ہے اور ان کو ہمیشہ اپنا نظام چلانے کے لیے حکومت کی امداد اور دوسری قسم کی حکومتی سہاروں اور نگہبانی کی ضرورت رہتی ہے۔ [Chap5]۔

اسلامی میوچل فنڈ: سرمایہ امریکہ روس میں کیوں؟

چھٹے باب میں Rodney اور Wilson نے اسلامی میوچل فنڈ کے اس کردار پر بحث کی ہے جس کی وجہ سے اسلامی دنیا کی دولت مغربی دنیا کی طرف منتقل ہوگئی۔ اسلامی بنک اور اسلامی مالیاتی ادارے قومی ترقی کے بجائے امراء اور دولت مندوں کو ان کی دولت یورپ اور امریکہ کے محفوظ تہہ خانوں میں منتقل کرنے کی سہولت فراہم کرتے رہے ہیں۔

Foriegn Direct Investment ایک مسلمان ملک کی دولت کی دوسرے ملک میں منتقلی کے لیے ایک قسم کے اوزار کا کام کرتا ہے کیوں کہ اکثر اسلامی میوچل فنڈ کی رقم کی سرمایہ کاری خصوصیت کے ساتھ امریکہ اور روس میں کی جاتی ہے۔

اسلامی بنکاری: اسلامی سرمایہ کی مغرب کو منتقلی:

شرعی مشیر مذہبی جواز مہیا کرتے ہیں:

جیسا کہ ولسن کا خیال ہے کہ ''اسلامی سرمایہ مغرب کے آزاد[liberalized] ماحول میں پھلتا پھولتا ہے''۔[ص۔۱۳۰] وہ موجودہ اسلامی سرمایہ دارانہ نظام کو ''مسلمان ملکوں کو مغربی رنگ میں ڈھالنے والے ثقافتی دلال ادارے قرار دیتا ہے۔ اسلامی فنڈ اور بنک اسلامی ممالک کی دولت کو جو کہ اب تک سودی بنکاری نظام سے باہر ہے، کو مغرب میں منتقل کرنے کے لیے ایک راستہ مہیا کرنے کا سبب ہیں۔ اور اسلامی بنکوں کے شرعی مشیر اس منتقلی کے عمل کو جائز بنانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

خلیج کے امراء کے ۲ ٹریلین ڈالر مغرب میں:

ولسن کے اندازے کے مطابق خلیج کی ریاست کے امراء جن کی تعداد ۲۰۰،۰۰۰ کے قریب ہے ان کی ۲۰۰۲ء میں ۲ ٹریلین امریکی ڈالر کی رقم یورپ اور امریکہ کے بنکوں میں جمع تھی [ص۔۱۳۵]۔ نیز اس رقم کا زیادہ تر حصہ امریکہ میں جمع کیا گیا ہے۔

اسلامی فنڈ کا انتظام: چار کافر ممالک پر منحصر ہے

اسلامی فنڈ کی کل تعداد ۱۹۹۳ء میں ۹ تھی جو ۲۰۰۲ء میں بڑھ کر ۱۰۵ ہوگئی تھی۔ اور ان میں سے اکثر اسکیمیں یورپی اور امریکی بنکوں کی جانب سے شروع کی گئی تھیں۔

ان اداروں میں Pemal Asset Management, Keppel Insurances, Pictet, UBL, CITI, First Investment Company وغیرہ شامل ہیں۔[P141] اسلامی فنڈ کی انتظام کاری کے چار بڑے اداروں کا تعلق امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور سوئٹزرلینڈ سے ہے۔

سیاسی اسلام: مغرب کے لیے خطرہ:

روڈنی اور ولسن اس بات پر اختتام کرتے ہیں کہ سیاسی اسلام کو اسلام کے دوسرے پہلوؤں مثلاً معاشی اور سماجی پہلوؤں کے ساتھ نہیں ملانا چاہیے کیوں کہ اسلامی دنیا کی وہ حکومتیں جنھوں نے سیاسی اسلام کے خلاف اعلان جنگ بلند کر رکھا ہے وہ بھی سیاسی اسلام اور اسلامی ماہرین معیشت کے دیے گئے نظام کے درمیان فرق کو سمجھتی ہیں۔[ص۲۸۷]

اسلامی بینک: اسلامی معاشرے کی ساخت بدل رہے ہیں:

اسلامی مالیاتی نظام دراصل ایک نئے سامراجی نظام کا نقطۂ آغاز ہے جیسا کہ ولسن اور ہنری لکھتے ہیں اسلامی بنک نیویارک اور واشنگٹن ڈی سی سے نکلنے والی قوتوں کے سامنے انتہائی کمزور ثابت ہوئے ہیں۔ جدید دنیا میں اسلامی بینکاری کا نظام سیاسی اسلام، اعتدال پسند مسلمانوں اور بنیاد پرست مسلمانوں کے درمیان لٹک رہا ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام کی ایک بالکل نئی اسلامی شکل ہے جو علماء، بنکاروں اور تاجروں کے اتحاد سے وجود میں آیا ہے یہ اس توازن میں ارتعاش پیدا کر کے اسلامی دنیا میں ایک نئی قسم کی ساختی تبدیلی کا مظہر بن رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ امریکی ماہرین درجنوں درمیانے درجے کی NGOs کی مدد کرنے کی بجائے کہف کے دلائل پر زیادہ گہرائی سے غور کرتے ہوئے اسلامی معاشی اداروں کی مدد کریں جو سرمایہ دارانہ نظام کی اصل روح اور آزاد تجارت کو پھیلانے کا زیادہ مؤثر ذریعہ ہیں۔

اسلامی بینکاری: عالم اسلام کی دولت مغرب منتقل کرنے کا ذریعہ:

مغرب اور اسلامی مالیاتی ایجنڈے کے درمیان پائی جانے والی مطابقت کو اسلامی اور مرکزی دھارے کے سودی اداروں کے درمیان تعلق سے واضح کیا گیا ہے۔ اسلامی بینک یا تو مسلمان ممالک میں آزاد معاشی حکمت عملی کا ذریعہ بن سکتے ہیں یا پھر مسلمان دنیا کی دولت کو مغرب کے تجارتی مراکز بالخصوص نیویارک، لندن اور جنیوا میں منتقلی کا راستہ ثابت ہوسکتے ہیں۔ اردن کی Case Study [باب نہم] ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی بنکوں کی طرف سے اسلامی فنڈ، مالیاتی تجارت Trade financing اور Commodity Speculation کا بے تحاشہ استعمال ان بنکوں کی رقم کا دوسرے ممالک میں منتقلی کا سبب ہے۔

مصر اور ترکی میں اسلامی تحریکیں اسلامی بینکوں کے خلاف ہیں:

کویت کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے آزاد حکمت عملی نے اسلامی تحریک کو Kuwait Finance House کے لیے نرم رویہ اختیار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اگر چہ اس طرح کا معاملہ مصر [باب ۱۲] یا ترکی [باب ۱۰] میں نظر نہیں آتا۔ جہاں اسلامی جماعتوں نے اسلامی بنکوں پر شدید تنقید کی ہے اور اب یہ اسلامی بینک لادین [سیکولر] حکومتوں کے آلۂ کار کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

حسنی مبارک اور سعادت کی سیکولر حکومتوں کی اخوان المسلمون کو عیسائی جمہوری جماعت کے برابر لانے کی کوششیں کلی طور پر ناکام ہو چکی ہیں۔

اسلامی بنک مسلمان حکومتوں کے بین الاقوامی تجارتی معاملات اور واشنگٹن کے ساتھ کی جانے والی مفاہمتوں پر پردہ پوشی کا سبب بنتے ہیں [ص ۲۶۱] جیسا کہ سمیر سلیمان [Samir Soliman] کے مطابق

اسلامی مالیاتی نظام کا جھنڈا کئی قسم کے بے ضرر پیغامات کے اعلانات کرتا ہوا آزادانہ فضا میں لہرا رہا ہے۔[ص۲۶۴]

آئی ایم ایف ورلڈ بینک اسلامی بنکاری کے پشت پناہ:

یہ بات خلیجی ریاستوں کے لیے بالخصوص درست ہے جو کہ نہ صرف اپنے تمام ارادوں اور مقاصد کے حوالے سے کلی طور پر امریکی نو آبادیات ہیں بلکہ انہی ممالک میں اسلامی بنکوں کے مالی ذخائر کا حصہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ کویت کے مسئلے کا مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی بنک ،توازن کے پلڑے کو ان امریکی اصلاح پسندوں کے حق میں جھکا دیتا ہے جو اسلامی حکومتوں کے اندر موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بات مکمل طور پر تسلیم کی جا چکی ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کا بین الاقوامی مالیاتی نظام کے ساتھ اتحاد مغرب کے مفاد میں ہے۔ اسلامی سرمایہ دارانہ نظام ،مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے لیے کسی قسم کا سیاسی یا معاشی خطرہ نہیں ہے۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک اسلامی مالیاتی نظام کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اسلامی بنکوں کے نظام کو مؤثر طور پر چلانے کے لیے مشورے اور رہنمائی بھی فراہم کرتے ہیں[ص۲۹۳] اسلامی اور مغربی سرمایہ دارانہ نظام کو اسلامی بونڈز کے ذریعے پھیلایا جا رہا ہے جو کہ روایتی سودی نظام ہی کی طرح ہے جسے ایک طے شدہ منافع کے تحت حاصل کیا جاتا ہے۔[ص۲۹۴]

خلیج: اسلامی بنکاری کی مدلل وکالت:

موجودہ دور میں اسلامی سرمایہ دارانہ نظام کو خلیج کے ''زیادہ اہل'' اور مالیاتی نظام کے حوالے سے زیادہ آگاہی رکھنے والے شرعی ماہرین کی مدد حاصل ہے جو کہ بنیادی طور پر بالکل نئے طرز کی مالیاتی مصنوعات کے جواز کے لیے تصدیقی سند فراہم کر رہے ہیں۔[ص۹۲۵]

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی جانب سے Politics of Islami Finance کی اشاعت ایک اہم کتاب کی اشاعت ہے یہ مجموعہ مضامین بہت تحقیق کے ساتھ اس نظام کے اندر کام کرنے والے افراد کی جانب سے تحریر کیا گیا مجموعہ مضامین ہے۔ ان مضامین میں اسلامی مالیاتی نظام میں استعماری امداد کو واضح کیا گیا ہے اور اس حوالے سے مسلم دنیا کو درپیش خطرات کی جانب بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس کتاب میں پاکستان ، بنگلہ دیش ، ملائشیا ، انڈونیشیاء اور تھائی لینڈ سے متعلق علیحدہ اسباق کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے امید ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس مستقبل میں آنے والے ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔

ساحل فروری ۲۰۰۶ء